۱۔ فقیرانہ آئے صدا کر چلے

میر تقی میر (۱۷۲۳ء۔۱۸۱۰ء)

میر تقی میر کا اصل نام "میر محمد تقی" اور "میر" تخلص تھا۔ آپ کے والد کا نام "میر علی متقی" تھا جو اپنے نام کی طرح اپنے کے صاحب کرامت بزرگ مانے جاتے تھے۔ میر کی پیدائش اکبر آباد، آگرہ میں ہوئی۔ بچپن میں ہی آپ والد کے سائے سے محروم ہو گئے چچا نے آپ کی پرورش کا ذمہ لیا مگر جلد ہی ان کا بھی انتقال ہو گیا۔

آپ نے دلی میں خراب حالات کے پیش نظر لکھنؤ کا رخ کیا اور اپنی وفات ۱۸۱۰ء تک لکھنؤ میں ہی مقیم رہے۔ میر نے ایک بھرپور ہنگامہ خیز زندگی بسر کی۔ حادثاتِ زمانہ نے آپ کو حساس مزاج بنا دیا۔ میر کے کلام میں غزلوں کے علاوہ قصائد، رباعیات، مثنویاں اور واسوخت نمایاں ہیں۔ میر نے تقریباً تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ تاہم آپ کی وجۂ شہرت غزل ہے۔ آپ کو "خدائے سخن" کے نام سے یاد جاتا ہے۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے آپ کو "سرتاج شعرائے اردو" قرار دیا ہے۔ اسلوب بیان میں سادگی، سلاست، بے تکلفی، ترنم اور سہل ممتنع ہے۔ درد و غم کی ترجمانی آپ کے کلام کی انفرادی خصوصیت ہے۔ دنیا کی بے ثباتی، درویشی، قناعت اور دیگر صوفیانہ موضوعات کو آپ نے خوب صورتی سے شاعری کا حصہ بنایا ہے۔

تصانیف: نکات الشعرا، فیض میر، اردو کے چھ دیوان اور ایک دیوانِ فارسی۔

آپ بیتی: ذکر میر

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فقیرانہ	فقیروں کی طرح	صدا	آواز
عہد	وعدہ، زمانہ	شفا	علاج
تقدیر	قسمت	مقدور	طاقت ، اختیار
جبیں	ماتھا، پیشانی	حق بندگی	بندہ ہونے کا حق، اطاعت، فرماں برداری
بے خود	اپنے آپ سے بے خبر، مدہوش	غم دوستاں	دوستوں کا غم
جہاں	دنیا، عالم	داغ	غم، عیب، نشان

اشعار کی تشریح

شعر 1: فقیرانہ آئے صدا کر چلے 09816001
میاں! خوش رہو ہم دعا کر چلے

مفہوم: ہم فقیروں کی طرح اس دنیا میں آئے اور چلے بھی گئے۔ دنیا میں رہنے والوں کے لیے ہم ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کر کے جا رہے ہیں۔

www.taleemzone.com
www.taleemzone.com
www.taleemzone.com
Educational Guide TALEEM ZONE

شہرہ آفاق شاعر میر تقی میرؔ کو شہنشاہِ غزل کہا جاتا ہے۔ غمِ عشق، غمِ زمانہ اور آفاقی موضوعات ان کی شاعری کا خاصہ ہیں۔ زیرِ نظر میرؔ کہتے ہیں کہ ہم فقیر لوگ ہیں۔ خالی ہاتھ دنیا میں آئے تھے۔ خالی ہاتھ دنیا سے جائیں گے۔ اہلِ فقر دنیا سے لو نہیں لگاتے۔ قناعت کی بسر کرتے ہیں۔ غم والم کو برداشت کرتے ہیں۔ صابر وشاکر رہتے ہیں۔ کوئی برا بھلا کہہ بھی دے تو اسے بھی دعا دیتے ہیں۔

میرؔ کا کہنا ہے کہ انسان کی زندگی دکھوں کا مرقع ہے۔ لیکن ہم جیسے فقیر لوگ دوسروں کو دعا دیتے ہیں کہ وہ خوش رہیں، آباد رہیں۔ ان پر کوئی غم نہ آئے۔ ہم نے خود تو ناکامی، نامرادی اور رنج وغم سہے لیکن دوسروں کے لیے دعا گو ہیں کہ اُن کو ایسے حالات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ہم دنیا میں فقیر کی حیثیت سے آئے تھے۔ اب دنیا سے جانے کا وقت ہے۔ ہم خود تو خوش نہیں رہ سکے لیکن دوسروں کے خوش رہنے کی دعا کیے جا رہے ہیں۔

بقول غالبؔ:

ہاں بھلا کر تیرا بھلا ہوگا
اور درویش کی صدا کیا ہے

ہم فقیر لوگ ہیں خالی ہاتھ اس دنیا میں آئے تھے اور خالی ہاتھ ہی اس دنیا سے جائیں گے۔ فقر اختیار کرنے والے دنیاوی مال ودولت کو اہمیت نہیں دیتے۔ اور انھیں کوئی برا بھلا بھی کہہ دے تو اسے بھی خوش رہنے کی دعا دیتے ہیں۔

بقول عیش دہلوی:

بے ثباتی چمنِ دہر کی ہے جن پہ کھلی
ہوسِ رنگ، نہ وہ خواہشِ بو کرتے ہیں

میرؔ کہتے ہیں کہ اگرچہ زندگی دکھوں کا ایک مجموعہ و مرقع ہے۔ لیکن درویش لوگ پھر بھی دوسروں کو دعا ہی دیتے ہیں کہ وہ خوش رہیں، آباد رہیں اور ہمیشہ مسکرائیں۔ ان پر کوئی آنچ نہ آئے۔ دراصل جو لوگ خود کسی اذیت سے گزرے ہوں وہی دوسروں کا دکھ درد سمجھتے ہیں۔ وہ درویش وقلندر لوگ جنھوں نے دنیا کو ترک کر دیا ہو وہ دل میں نفرت، کینہ اور بغض نہیں رکھتے۔ وہ دوسروں کے لیے ہمیشہ آسانی کی اور بھلائی کی دعا کرتے ہیں۔ میرؔ اس شعر میں خود کو درویش کہتے ہوئے اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہم نے خود تو ناکامی ونامرادی اور رنج وغم سہے لیکن وہ دوسروں کے لیے دعا گو ہیں کہ اُن کو اِن حالات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ہم دنیا میں فقیر کی حیثیت سے آئے تھے اب دنیا سے جانے کا وقت ہے۔ ہم خود تو خوش نہیں رہ سکے لیکن دوسروں کے لیے خوش رہنے کی دعا کرتے جا رہے ہیں۔

09816002

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو اب وفا کر چلے

www.taleemzone.com
Educational Guide TALEEM ZONE

مفہوم: اے محبوب! ہم جو تیرے بغیر نہ جینے کو کہتے تھے اب اس وعدے کو پورا کر رہے ہیں اور دنیا سے جا رہے ہیں۔

تشریح:

خدائے سخن میر تقی میرؔ اردو کے شہرہ آفاق غزل گو شاعر تھے۔ اس شعر میں میرؔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے محبوب سے وعدہ کیا تھا کہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہوں گا۔ محبوب مجھے نہیں ملا اور اس کے بغیر جینا ممکن نہیں۔ اب میرا آخری وقت آ چکا ہے اور میں دنیا سے جا رہا ہوں۔ اب میں اپنا وہ وعدہ پورا کر رہا ہوں جو محبوب کے بغیر نہ جینے کا کیا تھا۔ اب میں دنیا سے رخصت ہو کر اپنا یہ وعدہ پورا کر رہا ہوں۔ موت ایک تکلیف دہ عمل ہے لیکن جدائی اس سے زیادہ تکلیف دہ عمل ہے۔ موت سے انسان ایک بار مرتے ہیں۔ جدائی میں رہ رہ کر مرتے ہیں۔ بس اب نزع کا مجھ پر عالم ہے۔ مرنے کے قریب ہوں۔ محبوب سے وعدہ تھا کہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہوں گا۔ یہ عہد اب ایفا کر کے جا رہا ہوں۔ محبوب سے کبھی بے وفائی نہیں کی۔ مرتے ہوئے بھی وفا کر رہا ہوں۔

بقول شاعر:

؎ عشق میں جو عہد کیے تھے نبھا دیے ہم نے
زندگی دے کر ہر رسم ادا کی ہم نے

عہد کو وفا کرنے کا یہاں مطلب اپنے جذبات اور محبت کی صداقت کو ثابت کرنا ہے۔ چاہے اس کے لیے زندگی کو ہی کیوں نہ ختم کرنا پڑے۔ شاعر نے محبوب کے بنا جینے سے بہتر فنا کا انتخاب کیا ہے۔ دیکھا جائے تو موت ایک انتہائی تکلیف دہ عمل ہے۔ موت کی سختی کو تو جھاڑیوں پر گرے ہوئے کپڑے سے جو چھلنی ہو جاتا ہے تشبیہ دی ہے لیکن شاعر کا یہاں موقف ہے کہ موت سے تو انسان ایک بار مرتا ہے لیکن محبوب کی جدائی میں انسان بار بار اس تکلیف سے گزرتا ہے۔

بقول غالبؔ:

؎ جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے
کیا خوب، قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

میر تقی میرؔ اب اپنے محبوب کی جدائی میں مزید نہیں جی سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب مجھ پر نزع کا عالم ہے میں مرنے کے قریب ہوں۔ میں نے محبوب سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہوں گا۔ سو اب اس عہد کو ایفا کر کے جا رہا ہوں۔ شاعر نے اس شعر میں عشق کی اس معراج کو بیان کیا ہے جہاں وہ اپنے محبوب سے کیا گیا عہد تمام تر مشکلات کے باوجود پورا کرتا ہے۔ یہ عہد ایک طرف تو عاشق کے اخلاق کو ظاہر کرتا ہے تو دوسری طرف عشق کی لازوال نوعیت کو بھی اجاگر کرتا ہے شاعر کے لہجے سے یہ بات عیاں ہے کہ عہد نبھانے میں اگرچہ دکھ اور تکلیف شامل ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے وعدے پر قائم ہے۔

شعر 3:

09816003

شفا اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی
کہ مقدور تک تو دوا کر چلے

www.taleemzone.com
Educational Guide TALEEM ZONE

مفہوم: ہماری قسمت میں ہی شفایاب ہونا نہیں لکھا تھا ورنہ ہر ممکن حد تک تو ہم نے دوا کی ہے۔

تشریح:

خدائے سخن میر تقی میرؔ اردو کے شہرہ آفاق غزل گو شاعر تھے۔ اس شعر میں میرؔ کہتے ہیں کہ عشق کا مرض لاعلاج ہے۔ اس بیماری سے شفا نصیب ہونا ممکن نہیں۔ ہم نے اپنی انتہائی کوشش کی کہ دل کی ویرانی اور محبت کی آشفتہ سری کا کوئی علاج ہو جائے لیکن سب کوششیں رائیگاں گئیں۔

غمِ عشق ہمیشہ دل کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ غم اور تکلیف کی کیفیت دل سے جدا نہیں ہوتی۔ نہ محبوب دل سے نکلتا ہے نہ اس کا دیا ہوا درد۔ شاعر انسانی بے بسی، کوشش، قضا و قدر کے فلسفے کو بیان کرتے ہوئے اپنی حالت بتا رہے ہیں کہ بیماری سے شفا ان کے مقدر میں نہ تھی، حالاں کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق ہر ممکن کوشش اور علاج و معالجہ کروا چکے ہیں۔ ہماری زندگی کا ہر حصہ قدرت کے فیصلوں کے تابع ہے اور شاعر کے ہاں بھی شفا کو اللہ کی منشا پر چھوڑ دینے کا عنصر ملتا ہے۔ مقدور سے مراد اپنی ہر ممکن کوشش کرنا اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ نا ہے۔ میر تقی میرؔ کا موقف ہے کہ اس کا عشق لاعلاج ہو چکا ہے اس بیماری سے اب شفا ممکن نہیں۔

بقول غالبؔ:

درد ہو دل میں تو دوا کیجیے
دل ہی جب درد ہو تو کیا کیجیے

میر تقی میرؔ نے اپنی شاعری میں غمِ عشق کا جابجا ذکر کیا ہے اور یہ غمِ عشق ہمیشہ ان کے دل کے ساتھ ہی رہا ہے۔ یہ غم اور اس غم میں جلنے کی کیفیت ان کے دل سے جدا ہی نہیں ہوتی۔ نہ محبوب کی یاد دل سے نکلتی ہے اور نہ ہی اس کا دیا ہوا دکھ شاعر بھول پاتا ہے۔ وہ اسی دکھ میں زندگی گزار رہا ہے۔ روتے ہوئے سسکتے ہوئے اس کی زندگی گزر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا دن بھی اسی کیفیت میں گزرتا ہے اور رات بھی اسی طرح روتے ہوئے گزرتی ہے۔

بقول میرؔ:

سرہانے میرؔ کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

میر تقی میرؔ کا موقف ہے کہ انھوں نے ہر طرح کی کوشش کر لی کہ دل کو آرام آجائے۔ عشق کا یہ پاگل پن ان کے دل و دماغ سے نکل جائے لیکن ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہر مرض کی دوا ہوتی ہے اور اس مرض سے شفا بھی ممکن ہے۔ لیکن شاعر کا مرض شفا سے محروم ہے۔ شاید شفا شاعر کے مقدر میں ہی نہیں تھی۔ شاعر کا انداز بیان نہایت سادہ اور موثر ہے اس نے انسانی کوشش اور تقدیر کے فلسفے کو نہایت خوب صورتی سے بیان کیا ہے۔

شعر 4:

09816004

دکھائی دیے یوں کہ بے خود کیا
ہمیں آپ سے بھی جدا کر چلے

www.taleemzone.com
Educational Guide TALEEM ZONE

مفہوم: محبوب کو دیکھا تو ہم بے خود ہو گئے اور پھر ہم، ہم نہ رہے۔

تشریح:

شہنشاہِ غزل میر تقی میرؔ جنھیں خدائے سخن بھی کہا جاتا ہے غم عشق، غم زمانہ اور آفاقی موضوعات اُن کی شاعری کا خاصہ ہیں۔ تشریح طلب شعر میں محبوب کے حسن و جمال کی شدت کو بیان کرتے ہیں۔ محبوب کا دیدار ہوتے ہی شاعر اپنا ہوش کھو بیٹھتا ہے۔ میر تقی میرؔ کا یہ شعر عشق کی اس کیفیت، اس مقام کو بیان کرتا ہے جہاں عاشق خود کو بھول جاتا ہے اور بے خودی کی اس حالت میں اس کا شعور ماند پڑ جاتا ہے۔ عقل جاتی رہتی ہے اور وہ انسان، جذبات کے زیرِ اثر آ جاتا ہے۔ ایسی کیفیت ایک طرف تو خوشی کا احساس دلاتی ہے لیکن دوسری طرف جدائی کی اذیت بھی ساتھ لاتی ہے۔ دراصل یہ شعر اس بات کی علامت ہے کہ وصل اور ہجر لازم و ملزوم ہیں۔

بقول ندا فاضلی:

ہوش والوں کو خبر کیا بے خودی کیا چیز ہے

عشق کیجیے پھر سمجھیے زندگی کیا چیز ہے

میر تقی میرؔ نے اس شعر میں صنعتِ تضاد کا استعمال بہت خوب کیا ہے۔ شاعر نے محبوب کے قرب و ہجر کے درمیان جذباتی کشمکش کو ظاہر کیا ہے۔ دیدار کی خوشی اور جدائی کا غم ایک ساتھ اس شعر میں خوب صورتی پیدا کرتے ہیں۔ محبت کی معراج اور اس کے المیے کو اس شعر میں بہترین انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ میرؔ کی فکری و فنی صلاحیتوں کی یہ دلیل ہے کہ ایک عاشق کس طرح محبوب کو دیکھ کر اپنا ہوش کھو بیٹھتا ہے۔ محبوب کا دیدار ہوتے ہی شاعر پر خود فراموشی اور بے خودی کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

بقول میرؔ:

بے خودی لے گئی کہاں ہم کو

دیر سے انتظار اپنا ہے

میر تقی میرؔ کا یہ موقف ہے کہ ہم زندگی میں جس چیز، جس شخص کو حد سے زیادہ چاہتے ہوں اور جس سے ملنے کی امید بھی ختم ہو چکی ہو ایسا شخص اچانک سامنے آ جائے ایک دم اس کا دیدار ہو جائے تو پھر ہوش کہاں رہتی ہے۔ یہ ایک ایسا لمحہ ہوتا ہے جب محبوب کے حسن کی طاقت عاشق کی ذات کو علیل کر دیتی ہے اور وہ اپنی شخصیت کو بھول جاتا ہے۔ وہ خود سے بے گانہ ہو جاتا ہے اور شعور کی سطح سے کہیں نیچے چلا جاتا ہے۔

شعر 5:

09816005

جبیں سجدہ کرتے ہی کرتے گئی

حقِ بندگی ہم ادا کر چلے

مفہوم: ہماری جبین ہمیشہ سجدے میں رہی اور یوں ہم نے بندگی کا حق ادا کر دیا ہے۔

www.taleemzone.com
Educational Guide TALEEM ZONE

غم نہیں دیکھے۔ شاعر کہنا چاہتا ہے کہ دوستوں نے بھی ہمیں غم دیے۔ ان کے دکھ بھی برداشت کیے۔ ہماری طرف سے دوستوں کو کوئی غم نہیں ملا۔ ہم نے کسی کا دل نہیں توڑا۔ کوئی وعدہ خلافی نہیں کی۔ کسی سے بے وفائی نہیں کی۔ چناں چہ ہمیں اطمینان ہے کہ ہماری زبان اور ہاتھ سے ہمارے دوست محفوظ رہے۔

ارشادِ نبوی خاتم النبیین ﷺ ہے کہ:

"مومن وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کے شر) سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے"۔

(سنن ترمذی)

میرؔ اپنے سارے غم، ساری تکلیفیں ایک طرف رکھ کر اس بات کا شکر ادا کرتے ہیں کہ انھیں اپنے دوستوں کے غم دیکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ شاعر نے ان کے دکھ برداشت کیے ہیں لیکن ان کو کبھی غم نہیں دیا۔ شاعر نے نہ کبھی کسی کا دل توڑا اور نہ ہی کبھی وعدہ خلافی کی اور نہ کسی سے بے وفائی کی ہے۔ چناں چہ شاعر کو اطمینان ہے کہ ان کی زبان اور ہاتھ سے دوست محفوظ ہیں۔ دوسری طرف شاعر کو یہ دکھ بھی ہے کہ اس کے دوستوں نے تو اسے کوئی غم نہیں دیا لیکن شاعر ان کو دکھ اور غم جدائی دے کر جا رہا ہے۔ ہم ناکام اور نامراد رہے ہیں۔ انسان اپنی ناکامی اور محرومی تو برداشت کر لیتا ہے لیکن اپنوں کے بچھڑ جانے کا دکھ اسے زندہ نہیں رہنے دیتا۔

بقول خالد شریف:

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویراں کر گیا

میر تقی میرؔ کا موقف یہی ہے کہ غم اور دکھ انسان کو توڑ دیتے ہیں اور ایسے میں اگر انھیں دوستوں کے دکھ بھی مل جاتے تو جانے کیا حال ہوتا۔ شکر ہے ان کے دکھ نہیں دیکھنے پڑے۔ سب سے بڑا دکھ کسی کے مرنے کا ہوتا ہے شکر ہے کوئی دوست ہمارے سامنے دنیا سے نہیں گیا۔ ہم ہی انھیں داغِ مفارقت دے کر جا رہے ہیں۔

09816007

شعر 7:

کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میرؔ
جہاں میں تم آئے تھے کیا کر چلے

مفہوم: میرؔ اگر ہم سے کسی نے پوچھ لیا کہ تم اس جہاں میں آئے تھے اور کیا کر کے جا رہے ہو تو ہم کیا جواب دیں گے۔

تشریح:

اے میرؔ! اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ تم دنیا میں آئے تھے۔ تم نے کتنے نیک اعمال کیے کس حد تک اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے احکامات پر عمل کیا تو ہم کیا جواب دیں گے؟ ہم شرمندہ و شرم سار ہیں کہ نامۂ اعمال میں نیکیاں کم اور حکم عدولیاں و نافرمانیاں زیادہ ہیں۔ ہم دنیا میں آ کر اپنا مقصدِ تخلیق بھول جاتے ہیں۔ دنیا میں آنے کا مقصد فراموش کر دیتے ہیں اور دنیا کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔ وقتِ رخصت نامۂ اعمال میں ایسی نیکیاں ہی نہیں ہوتیں جو آخرت میں اللہ کے حضور سرخرو ہو سکیں۔ اے میرؔ! جب روزِ آخرت سوال ہوگا کہ تمھیں دنیا میں بندگی کے لیے بھیجا تھا تو نامۂ اعمال میں کیا ہے؟ ہم کیا جواب دیں گے۔ ہمارے نامۂ اعمال میں کہاں نیکیاں ہیں۔ ہم تو بھٹک گئے تھے۔

www.taleemzone.com
Educational Guide TALEEM ZONE

غالبؔ کہتے ہیں:

؎ کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

میر تقی میرؔ کا موقف ہے کہ ہم دنیا میں آ کر اپنا مقصد تخلیق بھول جاتے ہیں۔ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ نے انسان کو زمین پر اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے اور ہم سے ہمارے مقصد تخلیق کی بابت پوچھا جائے گا۔ لیکن ہم دنیا میں آ کر دنیا ہی کے ہو کر رہ جاتے ہیں اور وقت رخصت نامہ اعمال میں نیکیاں ہی نہیں کہ آخرت میں ہم اللہ کے حضور سرخرو ہو سکیں۔

بقول مولانا ظفر علی خاں:

؎ چلے ہم نقد عصیاں لے کر آمرزش کے سودے کو
کہ نرخ اس جنس کا کچھ بھی نہیں رکھا گراں تو نے

میر تقی میرؔ کی طرح ہر مسلمان سے روزِ آخرت جب سوال ہوگا کہ اے انسان! تمھیں تو بندگی کے لیے بھیجا گیا تھا اور یہ تیرے نامۂ اعمال میں کیا ہے؟ ہمارے نامۂ اعمال میں نیکیاں ہیں ہی کہاں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہم اس کے حضور حاضر ہوں تو ہمارے پہاڑوں جتنے گناہ اس کی مغفرت کے سامنے ریت کے ذروں کی طرح بن جائیں وہ اور ہم سب کو اپنے دامنِ رحمت میں چھپا لے۔ (آمین)

مشق

۱) میر کی شامل کتاب غزل کے متن کے پیش نظر مختصر جواب لکھیں۔

09816008 (الف) شاعر نے فقیرانہ انداز میں کن لفظوں میں دعا کی ہے؟

جواب: شاعر نے فقیرانہ انداز میں خوش رہنے کی دعا کی ہے۔

09816009 (ب) شاعر نے اپنے کس عہد کو وفا کیا ہے؟

جواب: شاعر نے محبوب کے بغیر نہ جینے کے عہد کو وفا کیا ہے۔

09816010 (ج) شاعر کو مقدور تک دوا کرنے کے باوجود شفا کیوں نہ ملی؟

جواب: شاعر کو مقدور تک دوا کرنے کے باوجود شفا اس لیے نہیں ملی کیون کہ شفا اس کی قسمت میں ہی نہیں تھی۔

09816011 (د) شاعر کے نزدیک حق بندگی کس طرح ادا ہوا ہے؟

جواب: شاعر کے مطابق حق بندگی سجدہ کر کے ادا ہوا ہے۔

09816012 (ہ) شاعر نے کس بات کا شکر ادا کیا ہے؟

جواب: شاعر نے شکر ادا کیا کہ اسے دوستوں کے دکھ نہیں دیکھنے پڑے۔

www.taleemzone.com
Educational Guide TALEEM ZONE

09816013

۲) میرؔ کی شامل کتاب غزل کے متن کے پیشِ نظر مصرعے مکمل کریں۔

(الف) شفا اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی

(ب) دکھائی دیے یوں کہ بے خود کیا

(ج) جبیں سجدہ کرتے ہی کرتے گئی

(د) حقِ بندگی ہم ادا کر چلے

(ہ) نہ دیکھا غم دوستاں شکر ہے

09816014

۳) مطلع اور مقطع کسے کہتے ہیں؟ میرؔ کی اس غزل سے مثالیں دیں۔

مطلع: کسی بھی غزل کا یا قصیدے کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوں اسے مطلع کہتے ہیں۔

مثال: فقیرانہ آئے صدا کر چلے

میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

مقطع: غزل یا قصیدے کا آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرے مقطع کہلاتا ہے۔

مثال: کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میرؔ

جہاں میں تم آئے تھے کیا کر چلے

09816015

۴) قافیہ کسے کہتے ہیں اور ردیف کیا ہوتی ہے؟ اس غزل میں قافیے اور ردیف کی نشان دہی کریں۔

قافیہ: اردو شاعری میں قافیہ سے مراد شعر کے آخر میں آنے والے ہم آواز الفاظ ہیں۔ میر تقی میرؔ کی غزل میں قافیہ ''خدا، دعا، وفا، دوا، جد

ادا، دکھا، کیا'' ہیں۔

ردیف: شعری اصطلاح میں ردیف سے مراد وہ لفظ یا الفاظ ہیں جو قافیے کے بعد بالکل یکساں ہوں۔ مکرر آتے ہوں۔ میر تقی میرؔ کی غزل م

ردیف ''کر چلے'' ہے۔

09816016

۵) درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کی تذکیر و تانیث واضح ہو جائے۔

صدا	عہد	تقدیر	شفا
جبیں	سجدہ	غم دوستاں	داغ

صدا: فقیر نے صدا بلند آواز میں لگائی۔ (مؤنث)

عہد: میر تقی میرؔ کا عہد شاعری کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ (مذکر)

تقدیر: اچھی اور بری تقدیر اللہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ (مؤنث)

شفا: شفا صرف اللہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ (مؤنث)

www.taleemzone.com
Educational Guide TALEEM ZONE

جبیں: انسان کی جبیں اللہ کے سامنے جھکی رہنی چاہیے۔ (مؤنث)

سجدہ: سجدہ صرف خدا کو کرنا جائز ہے۔ (مذکر)

غم دوستاں: مجھے غم دوستاں نے بہت ستایا۔ (مذکر)

داغ: عشق کا داغ بہت روگ دیتا ہے۔ (مذکر)

اضافی مختصر سوالات

-1 میر تقی میرؔ اپنی خودنوشت ''ذکرِ میر'' میں اپنے والد کے بارے میں کیا لکھتے ہیں؟ 09816017

جواب: میر لکھتے ہیں ''اے بیٹے عشق اختیار کر کیوں کہ بے عشق زندگی وبال ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہے، عشق کا مظہر ہے۔ کائنات کی سب چیزیں عشق میں سرگرداں ہیں۔ دنیا ایک ہنگامے سے زیادہ کچھ نہیں۔ کسی ایسے کا عاشق بن، جس کا یہ دنیا آئینہ ہے۔

-2 میرؔ کے والد کیسے انسان تھے؟ 09816018

جواب: میرؔ کے والد کا نام میر علی متقی تھا وہ ایک درویش منش، عاشقِ صالح اور شب بیدار صوفی تھے۔

-3 شاعری کی اصطلاح غزل میں میرؔ کا مقام کیا ہے؟ 09816019

جواب: میرؔ کو غزل کا بادشاہ کہا جاتا ہے انھوں نے تقریباً ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کی شناخت غزل سے اور غزل کی شناخت ان سے ہے۔

-4 کن نامور شاعروں نے میرؔ کی عظمت کو تسلیم کیا؟ 09816020

جواب: اردو کے عظیم شاعروں: ناسخؔ، ذوقؔ، غالبؔ، حسرتؔ، مجروحؔ اور اکبرؔ الہ آبادی جیسے نامور شاعروں نے ان کی عظمت کو سلام کیا اور انھیں اپنا استاد تسلیم کیا۔

-5 میرؔ کے اسلوب پر نوٹ لکھیں۔ 09816021

جواب: میرؔ کی زبان شستہ، سادہ اور پاکیزہ ہے۔ ان کے بیان میں عاشقانہ مضامین اور سوز و گداز کی بہتات ہے۔ تصوف کے مضامین بھی موجود ہیں جو ان کے عہد کی سیاسی و معاشرتی حالات کی عکاسی کرتے ہیں۔

-6 کیا انسان حق بندگی ادا کر سکتا ہے؟ 09816022

جواب: رب کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم بجالانا یہی حق بندگی ہے لیکن انسان سے اللہ کی بندگی کا حق کیوں کر ادا ہو سکتا ہے۔

-7 سہلِ ممتنع کے معنی و مفہوم کیا ہیں؟ 09816023

جواب: سہل ممتنع شاعری کی ایک اصطلاح ہے۔ سہل ممتنع ایسے شعر کو کہتے ہیں جس کی مثال بنانا دشوار ہو اگرچہ بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے۔

www.taleemzone.com
Educational Guide TALEEM ZONE

09816024

8۔ میرؔ تقی میرؔ کے معاشی و معاشرتی حالات پر مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: میرؔ کا دور آزمائش کا دور تھا۔ مغلیہ سلطنت کمزور تھی۔ مزید نادر شاہ کے حملوں سے معاشی حالات خراب ہوئے اور معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا۔ والدین کا بچپن میں انتقال کر جانا، بھائیوں اور سوتیلے ماموں کا برا سلوک کرنا، اوائل عمری میں ناکامی عشق کا ہو جانا، زمانے کی بے رحمی نے اور لکھنؤ کی ہجرت نے تمام عمر پریشان رکھا اور تمام عمر مشکل میں گزاری۔

کثیر الانتخابی سوالات

09816025

1۔ میرؔ تقی میرؔ کا دورِ حیات ہے:

(A) ۱۷۲۳ء۔۱۸۱۰ء (B) ۱۷۰۰ء۔۱۸۰۰ء (C) ۱۷۲۰ء تا ۱۸۰۰ء (D) ۱۷۲۵ء تا ۱۸۱۵ء

09816026

2۔ میرؔ تقی میرؔ کا اصل نام ہے:

(A) میر صوفی (B) میر علی متقی (C) صوفی متقی میر (D) میر محمد تقی

09816027

3۔ میرؔ کی خود نوشت کا نام ہے:

(A) جہانِ دانش (B) کلیاتِ میر (C) ذکرِ میر (D) میر کا دیوان

09816028

4۔ تلاشِ معاش کی فکر میرؔ کو آگرے سے لے آئی:

(A) یو۔پی (B) لکھنؤ (C) پنجاب (D) دلّی

09816029

5۔ غزل کا وہ شعر جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرے، کہلاتا ہے:

(A) مقطع (B) قافیہ (C) مطلع (D) ردیف

09816030

6۔ غزل کا وہ شعر جس کے دونوں مصرعے، ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوں کہلاتا ہے:

(A) مقطع (B) قافیہ (C) مطلع (D) ردیف

09816031

7۔ ہر شعر کے آخر میں استعمال آنے والے ہو بہو الفاظ کو کہتے ہیں:

(A) مطلع (B) مقطع (C) قافیہ (D) ردیف

09816032

8۔ ردیف کے لغوی معنی ہیں.............. کے پیچھے بیٹھنے والا آدمی:

(A) سائیکل سوار (B) شہ سوار (C) گاڑی سوار (D) گھڑ سوار

09816033

9۔ شاملِ نصاب غزل میرؔ کی کتاب سے لی گئی ہے:

(A) ذکرِ میر (B) کلیاتِ غزلیاتِ میر (C) دیوانِ میر (D) میر کے کلیات

09816034

10۔ شاعر شکر ادا کرتا ہے کیوں کہ انھوں نے غمِ.............. نہیں دیکھا۔

(A) دوراں (B) عشق (C) دوستاں (D) عاشقی

09816035

11۔ شفا اپنی.............. ہی میں نہ تھی:

(A) خوبی (B) قسمت (C) تقدیر (D) لکیر

09816036

12۔ .... سجدہ کرتے ہی کرتے گئی:

(A) جبیں (B) پیشانی (C) بندگی (D) ادا

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب
1	A	2	D	3	C	4	D	5	A
6	C	7	D	8	D	9	B	10	C
11	C	12	C						

www.taleemzone.com
Educational Guide TALEEM ZONE